

تذکره خاندان سید ابوالحسن
تقریر
شیر احمد عثمانی

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّخِذُوا عِدَّتِي وَكَيْدِي

ترک موالات

پر زبردست تقریر

حضرت مولانا الفاضل العلما مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی نے
جمعیتہ علمائے ہند دہلی کے اجلاس میں پڑھی تھی اور جسے حاضرین
نے نہایت شوق و رغبت سے سنا اور بے حد پسند کیا

حسب فرمایش ناظم جمعیتہ علمائے ہند
بابہ تمام منشی عبد الحمید صفا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين وآله وأصحابه
الجميعين والعاقبة للمتقين أما بعد معزز صدر واد حضرات علمائے کرام اور حاضرین والا
مقام مجلس کی شریعت کا حکم یہ ہے کہ میں سب کے پہلے آپ کے اس احسان کا شکریہ ادا کروں۔ جو آپ نے
مجھ پر اس مجلس علماء و فضلاء میں بولنے کی اجازت دینے سے کیا ہے۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ شکر
کا مفہوم خاص زبان تک محدود نہیں اگر کوئی شخص کسی پر احسان کرے تو اس کا شکریہ دل سے زبان سے
باتحہ پاؤں سے۔ غرض افعال قلوب اور افعال جوارح میں سے ہر ایسے فعل سے ادا ہو سکتا ہے جو
محسن کے مقابلہ میں شاکر کی ممنونیت کا اعلان کرتا ہو۔

میں نے آپ کے احسان کا شکریہ ادا کرنے میں جب یہ حق انتخاب میرے لئے ہوا کہ میں جس طریقہ سے
پسند کروں قصائے حق شکر سے سبکدوش ہو جاؤں تو میں اپنی اصل فطرت اور وقت کی قلت اور سب
بڑھ کر اس اعلیٰ و ارفع سطح نظری اہمیت کو جس نے مجھے اور آپ کو یہاں جمع کیا ہے محسوس کرتے ہوئے
ہمیشہ کے لئے یہ جملہ دنیا چاہتا ہوں کہ اب ہم مسلمانوں کے پاس یورپ کی تقلید کے لئے اتنا فضول
وقت نہ بچنا چاہئے جس میں ہم ضروری مقاصد کو چھوڑ کر محض رسمی اور زبانی شکریوں کی نمائش کیا کریں
ہم مسلمانوں کو اور خصوصاً علمائے امت کو اپنی مجالس علمتہ و خاصتہ میں تتبع کرنا چاہئے قرون
اولیٰ کی سادہ اور سہل لوٹ مجالس کا۔ ان کی مختصر مگر مغز تفسیروں اور طویل و عریض سلسلہ عمل کا۔
انکی مشاورت اور مبادلہ آراء کے بہترین اصول کا۔ انکی نہایت ہی مخلصانہ توہمی با محنت اور تواضع
بالعصر کا ان کے امر بالمعروف نہی عن المنکر اور اصلاح ذات البین کی مفید اور سنجہ گفتگوں کا۔
عرضہ اللہ جل شانہ کے اس مہر و منعکس ارشاد پر پوری پوری طرح عمل کرنے کا۔

لَا تَكْفُرْ فِي كَيْدٍ مِّنْ جُنُودِ اللَّهِ مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَاتِهِ أَوْ مَعْزَاجٍ أَوْ صَدَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ	اُن کی اکثر مجالس میں کوئی بھلائی نہیں بجز اس شخص کے جو امر کرے خیرات کا یا کسی اچھی بات کا یا اصلاح ذات البین کا۔
---	--

اے حضرات علمائے کرام! میں نہ کوئی خطیب ہوں نہ انشا پر داز۔ اور نہ گویائی کی کوئی ایسی
ممتاز قوت رکھتا ہوں جس سے آپ حضرات محروم ہوں بلکہ اگر آپ کا حکم نہ ہو تو میں اس سے زیادہ

ایک لفظ بھی بولنا نہیں چاہتا جو میرے جد بزرگوار خلیفہ ثالث حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے مدینہ کے منبر پر فرمایا تھا۔ کہ

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ إِلَى إِمَامٍ
فَعَالٍ أَحْوَجُ مِنْكُمْ إِلَى إِمَامٍ
قَوَّالٍ -

اے لوگو! یقیناً تم کو بہت زیادہ کلام کرنا ہوئے
پیشوا سے بڑھ کر بہت زیادہ کام کرنے والے
پیشوا کی ضرورت ہے۔

مگر جب آپ نے مجھ جیسے ناکارہ کو اس جگہ کہہ کر دے ہوئے کی اجازت دی ہے تو میرا
فرض ہے کہ اپنی اور آپ کی بلکہ روئے زمین کے سارے کلام اللہ کا اللہ شکی رسول اللہ
کہنے والے مسلمانوں کی فلاح سے متعلق۔ شرعی حیثیت سے جو میری معلومات اور خیالات ہیں
اُن کو بلا کم و کاست آپ کے سامنے رکھ دوں اور اس کی بالکل پرواہ نہ کروں کہ حق کی آواز
سننے سے حضور و پیغمبرؐ پہاڑ مجھ سے برسم ہو جائیں گے۔ یا مسٹر گاندھی۔ یا علی برادران۔ یا
اور کوئی ہندو یا مسلمان مجھ سے بگڑ بیٹھے گا۔ اگرچہ اپنے بھائیوں سے مجھے ایسی توقع نہیں۔
اے حضرات! آج وہ وقت ہے کہ ہم میں سے ہر ایک فرد کو جماعت اسلام کی حقیقی خیر
خواہی میں اپنی شخصی عزت اور عارضی وجاہت و مقبولیت سے قطع نظر کر لینا چاہئے۔ آل
عثمان کے بڑے بڑے سردار اور خلافت رسول کے سب سے بڑے مندرجین کی عزت و شوکت جب
خاک میں ملا دی جائے تو آپ کی عزت و وجاہت کس شمار میں ہے۔ پھر اس اور سمرنا کے مسلمان
زن و مرد و جب بے آبرو کئے گئے ہوں تو کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ بے آبرو نہیں ہوئے۔
جس قوم نے عراق۔ شام۔ فلسطین۔ پھر اس۔ ایشیائے کوچک۔ اور مغربیہ
لاکھوں مسلمانوں کو جو قتل کیا۔ تمام دنیا کی مقدس ترین مساجد کو خلیفہ المسلمین کے ہاتھوں
سے چھینا۔ اور اس چھیننے کے لئے جو جنگ کی گئی۔ اُس کو کروسیڈ (صلیبی جنگ) سے
تعبیر کیا۔ کہ اور مدینے پر اسلام کے ایک ایسے باغی کی حکومت قائم کرانی جس کے
حکم سے اُس خانہ خدا اور آرام گاہ مصطفیٰ ام کی بے حرمتی ہوئی اور جس حرم امن سے
ایک ادنیٰ جانور کا پکوانا بھی گناہ ہے وہاں سے بہترے غریب الوطن پرستان خدا کو گرفتار کر لیا گیا۔
پھر یہی نہیں کہ جو کچھ گذرنا تھا گذر گیا۔ بلکہ اس منٹ تک ہی جبکہ میں یہ سطرین

لکھ رہا ہوں اس قوم کی ہوس ملک گیری اور زندگی میں کچھ کمی نہیں آئی۔ اسکی توپیں باہی
تک وجہ اور فرات کے دیہاتوں پر خاموش نہیں ہوئیں۔ اسکے ہوائی جہازوں نے اپنی
تک عراق وغیرہ کے کلمہ پڑھتے والوں کو پناہ نہیں دی۔

اگر واقعی ہندوستان کے مسلمان سمجھتے ہیں کہ ایسی قوم ہماری جان و مال
اور عزت و اکبر کی محافظ ہے۔ اس لئے ہمیں اس کے مقابلہ پر کچھ ہاتھ پاؤں ہلانے
کی ضرورت نہیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ یہ لوگ اسلام کی حقیقت اور اس مضبوط رشتہ
استحاد و اخوت سے محض جاہل یا غافل ہیں جس نے جاہلیت کی تمام رسوم مخالفت و
مواخاۃ کو اٹھا کر شرق و غرب کے مسلمانوں میں ایک خالص روحانی برادری قائم کی۔
اللہ جل شانہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات کو آپ بار بار پڑھئے
اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ اِخْوَةٌ ۝ الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ ۝ الْمُؤْمِنُونَ يَدْعُوْنَ
مَنْ سِوَاهُمْ اِلَى الْاِخْوَةِ ۝ وَ اِنْ اِشْتَكٰى هَدٰىهُ ۝ اِشْتٰكٰى
اِلٰهًا ۝ وَ اِنْ اِشْتٰكٰى رَاسًا ۝ اِشْتٰكٰى كَلْبًا ۝ یہ احکام سلطان المغظم سے لیکر
اُنے انسان تک بدون تخصیص حبشی اور ہمدی اور ہندی اور افغانی کے سب پر حاوی
ہیں اور مغرب کے مسلمان پر اگر کوئی ظلم ہو تو مشرق کے مسلمان پر اسکی حمایت و نصرت
ہر ممکن طریق سے واجب ہے۔

بہت دنوں تک ہندوستان میں یہ بحث ہوتی رہی کہ ہندوستانی عساکر اور
برٹش گورنمنٹ کے درمیان کچھ ایسے معاہدات ہیں۔ جنکی بنا پر یہاں کے مسلمان انگریزوں
کے مقابلے میں دوسری جگہ کے مسلمانوں کو مدد دینے سے معذور ہیں۔ اور ان حضرات کا
استدلال اس آیت کے عموم الفاظ سے تھا وَ اِنْ اِسْتَنْصَرُوْكُمْ فِی الدِّیْنِ
فَعَلٰیكُمْ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰی قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ مِّمْتَاۗءٌ۔

میں علماء کے اختلافات کا فیصلہ کرنے کی مہارت نہیں رکھتا۔ ہاں یہ گزارش
کرنا چاہتا ہوں کہ اب ان اختلافات کا فیصلہ خود برٹش گورنمنٹ کے کر دیا ہے چیلے
زمانہ کو چھوڑ کر اس نے جو عہد ہندوستانی مسلمانوں کے ساتھ ترکی حکومت

برسر جنگ ہونے کے وقت کئے تھے اُن کا جو حشر ہوا وہ اس وقت آپکے سامنے ہے۔ اگر وہ وعدے ایسی بے رومی سے فراموش نہ کر دیئے جاتے جن پر مغرور و مفتوں ہو کر بہتے تا عاقبت اندیشوں نے اپنے ہم مذہبوں کو تباہی کی طرف دھکیلا۔ تو آج آپ کا اور ہمارا اجتماع اس ہیئت کذالی سے نہ ہوتا۔ اور نہ آج ساری دنیا کے مسلمان مصائب کے اس اضطراب انگیز طوفان میں غلطاں و پیچاں نظر آتے۔

بہر حال اب ہم کو یہ شکوہ نہیں رہا کہ دوسروں نے ہمارے ساتھ ایسا کیوں کیا۔ بلکہ دیکھنا یہ ہے کہ اب ہم کو اُن کے ساتھ بلکہ خود اپنے ساتھ کیا کرنا چاہئے۔ آپ میں سے ہر شخص غالباً دل ہی دل میں یہ کہتا ہو گا کہ میں آپ کو اس درد کا کوئی انوکھا علاج بتلا دوں گا یا کوئی نرالی تدبیر جو ہمارے مصائب کا خاتمہ کر دیگی تلقین کروں گا۔ لیکن میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ اس انتظار کی تکلیف نہ اٹھائیں۔ میں آپ سے صرف ایک ایسی چیز کے حاصل کرنے کو کہوں گا جس کو آپ سمجھ سکتے ہیں کہ وہ پہلے سے حاصل ہے یعنی میں مسلمانوں کو کہتا ہوں کہ وہ مسلمان ہو جائیں۔ ایمان کا دعویٰ رکھنے والوں سے کہتا ہوں کہ وہ اپنے اندر ایمان پیدا کریں۔ آپ شاید اس کو تحصیل حاصل قرار دیں مگر میں فی الحقیقت آپ کو خدا کا یہ کلام سنارہا ہوں۔

ایمان والو! ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اُسے اپنے رسول پر نازل فرمائی اور اس کتاب پر جو اس سے پہلے نازل کی

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَى رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي آتَىٰ مِنْ قَبْلِهِ

ایمان باللہ کے یہ معنی نہیں کہ آدمی محض زبان سے اٰمَنْتُ بِاللّٰہ کا دعویٰ کرے اور جب اس اٰمَنْتُ کی آزمائش کا موقع آئے تو خدا کے روبرو جھوٹا ثابت ہو۔ اگر ایمان باللہ کا مصداق صرف اتنا ہی ہوتا تو انبیاء کی زبانی منافقین اس قدر رسوا نہ کئے جاتے اور نہ جہنم میں سب سے نیچے کا طبقہ اُن کا مسکن بنایا جاتا۔ اور نہ حق تعالیٰ یوں فرماتے

کیا لوگوں نے یہ خیال کر رکھا ہو کہ وہ محض اٰمنا کہنے پر چھوڑ دئے جائیں گے اور ان کی آزمائش نہ ہوگی

أَلَمْ أَحْسِبِ النَّاسَ أَنْ يَتَزَكَّوْا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْقَهُونَ

وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ
فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا
وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ

حالانکہ ہم نے اُن سے پہلے لوگوں کا امتحان کیا ہو
تو ضرور یہ کہ جانچ کر کیا اللہ انکی جو سچ بولتے ہیں
اور اُن کی جو جھوٹے ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں بہت سے لوگ ایسے تھے جو زبان
سے کلمہ پڑھتے تھے اور پچائے خود وہ یہ سمجھتے تھے کہ ہم مسلمان ہیں۔ لیکن جب کوئی ٹکراؤ
نزاع پیش آئی تو وہ بجائے کتاب اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے معاملات
کفار کے پاس لیجانے کو پسند کرتے تھے تاکہ وہ اُن کے حسب خواہش فیصلہ کر دیں۔ ایسے
لوگوں کی نسبت حق تعالیٰ نے فرمایا۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ
أَنَّهُمْ آمِنُوا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا
أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَنْ
يَتَّخِذُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ
أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ
الشَّيْطَانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا
بَعِيدًا وَإِذْ قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا
إِلَى مَا أُنْزِلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ
رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ
عَنْكَ صُدُّوهُمْ

کیا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جن کا یہ دعویٰ ہے
کہ وہ آپس پر جو آپ کی طرف نازل کیا گیا۔ اور آپس پر جو
پہلے نازل کیا گیا تھا ایمان رکھتے ہیں (اور بھیڑی)
وہ یہ چاہتے ہیں کہ اپنے نزاعات کو شیطان کی طرف
لیجائیں حالانکہ انکو حکم دیا گیا ہو اُس سے پیار رہنے
کا۔ اور شیطان چاہتا ہے کہ انکی گمراہی کو بہت دور
تک پھیلاتا چلا جائے اور جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے
کہ اُس چیز کی طرف بڑھو جو خدا نے نازل کی اور رسول
کی طرف (جسے خدا نے بھیجا) تو تم منافقین کو دیکھو گے
کہ وہ تم سے اعراض کرتے ہیں۔

اب آپ دیکھ لیجئے کہ کتنے مسلمان ہیں جو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور انہوں نے اپنے
معاملات کی باگ کفار اور شیاطین کو چھوڑ کر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے ہاتھ میں
دیدہ ہے۔ انسانی قوانین اور شیطانی احکام کے آگے وہ گرو میں جھکا جیتے ہیں لیکن جب
اُن کو کوئی آسمانی حکم اور قدوسی پیغام دیا جاتا ہے تو وہ تیوریاں چڑھا کر کھسکنے لگتے ہیں
لئے خدا کی زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے رہنے والو! کیا اُس شہنشاہ مطلق

الحکم الی مکین کی حکومت کا حلقہ تہاری گردنوں میں نہیں رہا جو تم نے انسانی رعب و داب سے خوف زدہ ہو کر اس سے بغاوت پر مکر باندھ ہی ہے۔ خوب سمجھ لو کہ خدا کی گرفت بہت سخت ہے جب اس کی شمشیر انتقام بے نیام ہوتی ہے اور اس کے عذاب کا کوڑا برسنے لگتا ہے تو پھر اس کے مجرم کے لئے کہیں پناہ نہیں لاکھا صحت الیوم صحت اخر الله راتہ من رحمة۔ باندہ مسلمان اپنے اوپر رحم کھائیں اور نازل میں جو عہد انہوں نے اپنے خدا سے باندھا ہے اسے پورا کریں اور سب ملکہ خدا کی نہ ٹوٹنے والی رستی کو مضبوط پا تہوں سے پکڑ لیں کہ یہ رستی ٹوٹ تو نہیں سکتی لیکن چھوٹ سکتی ہے۔

آئے حضرات مذہب اسلام ایک مکمل مذہب ہے جس میں قیامت تک پیش آنے والی ضرورتیں مسلمانوں کو سمجھا دی گئی ہیں۔ کوئی حالت سمجھتی اور آسانی کی ایسی نہیں جس کا بیان کسی نہ کسی طور سے خدا کی کتاب اور اس کے رسول کے کلام میں نہ ہو۔ اور ہماری سہولت کے لئے فقہاء مجتہدین رضی اللہ عنہم نے کتاب و سنت سے بیشمار احکام مستنبط کر کے اپنی کتابوں میں مرجع فرما دیے ہیں۔ اس لئے یہ بات بالکل ناممکن ہے کہ اسلام کی جو ضروریات ہمیشہ اس وقت پیش نظر میں اُن کے متعلق کوئی حکم اور کوئی تبصرہ حق تعالیٰ کے کلام میں نہ ہو۔

قرآن حکیم نے فتح و نصرت۔ اور نہزہت و مغلوبیت کے سب اسباب اپنے معجزانہ دوز میں بتلا دیے ہیں۔ اس نے یہاں تک دہل یہ اعلان کیا ہے کہ کوئی قوم اس وقت تک ذلیل و خوار نہیں ہوتی جب تک وہ خود اپنے آپ کو ذلیل نہ کرے۔ خدا کسی پر ظلم نہیں کرتا بلکہ لوگ اپنی جانوں پر خود ہی ظلم کرتے ہیں۔ اس لئے ہمیں بجائے اسکے کہ ہم دشمنوں کے مظالم شمار کریں اُن مظالم کا محاسبہ کرنا چاہئے جو ہم نے خود اپنے اوپر نازل کئے ہیں۔ تنبیہا عرض کرتا ہوں کہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں غالباً دو مرتبہ لشکر اسلام کو کفار کے مقابلے میں نہزہت ہوتی ہے وہ بھی عارضی۔ ایک غزوہ احد میں جبکہ تیر اندازوں کی جماعت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عدول حکمی کی۔ اور آپس میں مختلف

ہو گئے۔ اور دوسرے غزوہ حنین میں جبکہ ان کو اپنی کثرت تعداد پر غرور ہوا۔ اور وہ یہ سمجھے کہ ہمارا اتنا بڑا لشکر کسی طرح مغلوب نہیں ہو سکتا۔

ان دونوں مواقع میں حق تعالیٰ شانہ نے ان کی ہزیمت کو نہ تو فوج کی کمی سے منسوب کیا۔ نہ ان کی بے سروسامانی سے اور نہ ان کے دشمنوں کی شان و شکوہ سے۔ البتہ قرآن مجید میں اُحد کے متعلق تو یہ فرمایا۔

<p>حَتَّىٰ إِذَا فُشِلْتُمْ وَتَنَزَّعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِمَّنْ بَعْدُ مِمَّا أَرَّانَكُمْ مَا يُحِبُّونَ طَوَّعْتُمْ مَنْ يَرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الْآخِرَةَ -</p>	<p>تا آنکہ جب تم نے بزدلی کی اور امر دینی میں جھگڑنے لگے اور عدول حکمی کی اس کے بعد کہ اللہ نے تم کو وہ چیز دکھلائی جسکو تم پسند کرتے ہو۔ تم میں سے بعض وہ ہیں جو دنیا کو طلب کرتے ہیں اور بعض وہ ہیں جن کو آخرت مطلوب ہے۔</p>
---	--

اور حنین کے بارے میں یہ ارشاد ہوا۔

<p>وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كُنُوزُكُمْ فَلَمْ تَغْنَحْكُمْ هَيْبَتُهَا وَضَافَتْ عَلَيْكُمْ الْأَكْفُفُ يَمَّارُجِبَتْ لَكُمْ وَلَكُمْ مُدْرِبُونَ</p>	<p>اور حنین کے دن جبکہ تمہاری کثرت نے تمہیں مغرور بنا دیا پھر وہ کثرت تم کو کچھ بھی ستغنی نہ کر سکی اور تم پر زمین باوجود وسعت کے تنگ ہو گئی پھر تم بیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے۔</p>
--	---

اے حضرات آپ صحابہ کے ایمان و تقویٰ اور صبر و ثبات کو دیکھ لیجئے۔ بلو یہ بھی کہ ان کے درمیان خلا کے پائے رسول جلوہ افروز تھے۔ مگر ایک تھوڑی سی بے اعتدالی سے تمام مسلمانوں کو ہزیمت اٹھانی پڑی پس آپ ہی فیصلہ کیجئے کہ تم میں وہ کتنے ابھرا توجہ ایمانیہ اور عمل صالح اور طاعت ربانی کے باقی ہیں۔ جنگی وجہ سے خدا ہم کو اپنا دوست قرار دے۔ اور اپنے دشمنوں کے ہاتھ سے سزا نہ دلائے۔

میرا مشورہ سب سے پہلے یہ ہے کہ تمام علماء و مکرر مسلمانوں کو اپنے اپنے حلقہ اثر میں فتن (برہمنی) تنایع (نا اتفاقی) اور عصیان (نافرمانی) اور اعجاب اور غرور سے بچانے کی کوشش کریں۔ اور ان کا شیرازہ مجتمع کریں۔ اور جو اختلافات خود علماء میں ہوں ان کو

اخلاص اور صاف دلی سے آپس میں ملے کر لیں۔

اگر آپ ایسا کریں گے تو میں سچ کہتا ہوں کہ یہ وہ ہتیار ہے جس کے آگے کوئی ہتیا نہیں چل سکتا کسی قوم کے فتح و ظفر کے دو ہی طرح کے سامان ہو سکتے ہیں۔ مادی یا روحانی۔ اور وہ دونوں **وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دَاخِلٍ** ہیں۔ پس اگر دوسری قوموں کے جواب میں کوئی مادی طاقت آپ ہتیا نہیں رکھتے تو روحانی طاقت اپنے اندر پیدا کیجئے تاکہ خدا کے فرشتے آسمان سے ہتاری بدو کو پہنچیں۔

انہیں روحانی اسلحہ میں سے ایک وہ ہتیار ہے جسکو ترک موالاة یا ترک تعاون سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ ترک موالاة کی تحریک انشراح اور یقیناً موثر ہے۔ بشرطیکہ قوم متفق ہو کر اسکو انجام دے۔ اگر یہ سیاسی اور مذہبی حیثیت سے اس میں بہت سے شبہا ہی پیدا کئے گئے ہیں لیکن جسقدر اس مسئلہ پر نکتہ چینی کی جا رہی ہے اسی قدر وہ زیادہ واضح اور قوی ہوتا جاتا ہے۔

جو لوگ اس تحریک کی مخالفت کر رہے ہیں خواہ سمجھ کر یا نا سمجھی سے ہم ان کے بھی ایک طرح ممنون ہیں کہ ان کے اعتراضات کی وجہ سے اس مسئلہ پر اپنی معلومات بڑھانے کا ہمیں اور زیادہ موقع ملتا ہے۔

اتنا ہوں تیری تیغ کا شرمندہ احسا۔ سر میرا تیرے سر کی قم اٹھ نہیں سکتا
چند روز ہوتے علیگڑھ کل لج کے طلبا کی درخواست پر میرے واجب الاحترام
استاد شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب دامت برکاتہم نے اس مسئلہ کے
معلق ایک تحریر مرتب کر کے بھیجی تھی۔ جو شائع بھی ہو گئی ہے۔ اس کے بعد بعض علماء کے
مضامین دیکھ کر مجھے مناسب معلوم ہوا کہ آج اسکی قدرے توضیح کر دی جائے۔

تیسری غرض اس سے اہل فہم والی صاف کو مطمئن کرنا ہے۔ کیونکہ بحث اور رد و کو
سے بجز اس کے کچھ نتیجہ نہیں کہ نا اتفاقی اور اختلاف کو اور ترقی ہو۔

ابجمل سب سے زیادہ جو غلط فہمی پھیل رہی ہے وہ یہ ہے کہ ”ترک موالاة“ دوسری
اور محبت چھوڑنے کا نام ہے لیکن تعلقات اور معاملات کا چھوڑنا ہمیں داخل نہیں۔

میں کہتا ہوں کہ موالات کے لغوی معنی باہم ایک دوسرے کو دلی بنانے کے ہیں۔ اور دلی کے معنی قاموس اللغة میں دیکھ لیجئے۔ دوست کے ہی ہیں۔ اور ناصر و مددگار کے ہی ہیں۔ اور قریب کے ہی۔ اور متصرف کے ہی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آیات موالات میں ان میں سے کس معنی کا قصہ کیا گیا ہے۔ امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ جنکی تفسیر کو ام القاسم کہنا چاہتے۔ اور کیا کی تفسیر اعوان و انصار و ظہر اسے فرماتے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ موالات ممنوعہ کے معنی معاونت اور معاونت ہے۔ سورہ متحہ کی پہلی آیت سب جانتے ہیں کہ حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کے واقعہ میں نازل ہوئی۔ یہ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ وہ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ بدر میں شریک تھے۔ لیکن انہوں نے ایک ذمی مصلحت کے لئے مدینہ منورہ سے کفار مکہ کو ایک پوشیدہ خط لکھا جس میں یہ تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر تم پر اندھیری رات اور ایک اُمنڈے والے سیلاب کی طرح ٹوٹنے والا ہے تم اپنے بچاؤ کا انتظام کر لو۔

واقعہ طویل ہے۔ حاصل یہ ہے کہ وہ خط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے رات میں پکڑ لیا گیا۔ اور حضرت حاطب بحیثیت ایک مجرم کے جناب رسالت میں حاضر کئے گئے آپ نے ان سے وجہ دریافت کی۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہوں۔ نہ میں دین حق سے پھرا ہوں۔ اور نہ کفر سے راضی ہوا ہوں۔ بات ضرور اتنی ہے کہ کہیں میرے اہل و عیال تنہا تھے میرا کوئی خاندان وہاں نہ تھا جو انکی حفاظت کرتا۔ خط لکھنے سے میری غرض یہ تھی کہ کفار مکہ میرے اہل و عیال کے بارہ میں میری کچھ رعایت کریں۔ اور یہ میں یقین رکھتا تھا کہ اللہ ضرور اپنے وعدے کو جو اپنے رسول کے ساتھ کیا ہے پورا کرے گا۔ اور میرا خط ان لوگوں کو خدا کی سزا سے نہیں بچا سکتا۔

ان واقعات کو پڑھ کر آپ بتائیے کہ کیا حضرت حاطبؓ کو کفار کے ساتھ واقعی محبت قلبی اور دوستانہ تعلق تھا۔ کوئی شخص ایک صحابی بدری کی نسبت یہ یقین نہیں کر سکتا۔ البتہ ایک ظاہری معاملہ معاونتہ کو انہوں نے کفار کے ساتھ ایسا کیا تھا جو ایک

رفیق شریع کے ساتھ کرتا ہے اس پر آیت نازل ہوئی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا
عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ
فَلْيُفَوِّدُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَكُمْ
وَلَكُمْ فِيهَا جَزَاءٌ مِمَّا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ

اے مسلمانو! میرے دشمن اور اپنے دشمن کو یا رمد و کار
مست بناؤ پیغام پہنچتے ہو تم ان کی طرف دوستی
کا۔ حالانکہ وہ منکر ہوئے ہیں اس سچائی کے جو
تمہارے پاس آئی ہے۔

پس براہِ ثبوت ثابت ہوا کہ مولات صرف محبت قلبی تک محدود نہیں بلکہ ہر ایسا معاملہ اور ہر ایسی اعانت
وامداد جس سے ایک دوسرے کی رفاقت مترشح ہوتی ہو مولات کے تحت میں داخل ہو۔ اگر آپ
اس سے زیادہ وضاحت چاہتے ہیں توفیح البیان میں ذیل کا واقعہ پڑھئے۔

عن ابی موسیٰ قال قلت لعمر
بن الخطاب ان لی کاتباً نصرانیاً
فقال مالک ولہ قاتلک اللہ وکذا
ہذا الا یہ ای یا ایہا الذین امنوا
لا تتخذوا الیہود و النصارى
اولیاء قد ثبت لہ دیمہ و لک اہل
فقال لا اکتب لہ احد الا فکرم
اللہ وکذا احدہم اذا اذکرم
اللہ وکذا احدہم اذا بعدہم
اللہ قلت انہ لا یتیم امرہ
ابصرہ لریاء فقال مات
تہ من لہ و لہ من لہ یعنی جب
انہ مات فما تصنع بعدہ فما
تفعلہ بعدہ وکذا فاعملہ
الان و استخرجہ بنیرہ من المسلمین

ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت
عمرؓ سے کہا کہ میرے پاس ایک نصرانی کاتب
ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم کو اس سے کیا تعلق
کیوں تم نے ایک مسلمان کاتب نہ رکھا۔ کیا تم نے
اللہ کا یہ کلام نہیں سنا۔ یا ایہا الذین امنوا
لا تتخذوا الیہود و النصارى اولیاء۔ میں نے
عرض کیا کہ اس کا مذہب اُس کے لئے ہے اور اس کی
کتابت میرے لئے۔ فرمایا میں ان کا اکرام نہیں کر
سکتا جبکہ اللہ نے ان کی اہانت کی ہے۔ اور میں
ان کی کوئی عزت کر سکتا ہوں جبکہ خدا نے انہیں ذلیل
کیا ہو۔ اور میں انہیں نزدیک کر سکتا ہوں جبکہ
اللہ نے انہیں دور رکھا۔ یا ایہو! تم نے کیا جواب
کا انتظام ہر ان کے کلمہ نہیں ہو سکتا فرمایا نصرانیؓ
تو تم کیا کر گئے جو اس کی موت کے بعد کر و اب ہی کر لو
اور کسی مسلمان کے کام لیں اس سے سختی ہو جاوے۔

بہر خیال کہ میں کہ ایسی ہی ایک تفاسیر کے بعد ہر ایک لمحہ کو فی بقیہ کر چکا کہ
 ترکہ ہوا کہ ترکہ ہوا کہ متعارف الفاظ ہیں۔ ہاں ترکہ تعلقات یا ترک معاہدات
 دواں ترک ہوا کہ سب سے پہلے زیادہ اہم ہے۔ ہمارے عین ہر وقت ہر لمحہ کہ جو تعلقات
 اور معاہدات و معاملات اور نامہ برد کے تحت میں آجائیں وہ حرام ہیں۔ اور جن تعلیم یافتہ لوگوں
 سے ترک ہوا کہ سب سے پہلے میں نے انکو بھی انجام کار ایک راجعہ شاہری افعال
 و معاملات کو ہوا کہ سب سے پہلے میں نے اہل کربا پر اسے۔

بلاشبہ ترک ہوا کہ سب سے پہلے وہی اور عام حکم ہے جس میں قوم کے مغلبے میں
 وہ اور زیادہ ہو کہ ہر جگہ جس سے غلامی مسلموں پر چلائی گئی اور انکی بیعتوں سے
 نکالا اور انکی بیعتوں میں مروی ساریہ ظالموں کے ساتھ کسی بھی اور صورت اور جگہ کی
 کیا جائے ان میں سے پہلے سب سے پہلے جو علیٰ اربعہ اراکین ہوں ہیں۔ یہ کفار کی
 اس تعلیم کو خوب تر کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کو کہ ان لوگوں کے ساتھ نیکی اور صفات
 سلوک کرے۔ یہ کہ ان کو ان کے جہول سے تم سے
 دین کے معاش میں لڑائی نہیں کی۔ اور تم کو
 ہر ایک چیز سے کہ ان کو جو غلبہ اللہ تعالیٰ
 کرے ان کو کہ چاہتا ہے کہ خدا کو تم کو ان لوگوں
 کی ولایت کے ساتھ ہے کہ تم سے دین سے
 معاش میں لڑائی۔ اور جنہوں سے تم کو تہاری
 بیعتوں سے نکالا۔ اور تم سے کہ ان کے
 دین و دنیا۔ اور جو لوگوں ان سے ہوا کہ ان
 کو غلام ہیں۔

وَمَا يَكُنْ لَكُمْ فِيهِمْ
 بَعْدَ تَحْرِيرِهِمْ فِي الدِّينِ وَلَا فِي الْحَرْبِ
 لَكُمْ دِيَارُكُمْ أَنْ تَبْرَأُوا مِنْهُمْ
 تَقْسِطُوا إِلَيْهِمْ حُرَّاتٍ مِثْلَ مَا
 أَخْطَأْتُمْ فِيهِمْ وَلَا تَكُنْ لَكُمْ فِيهِمْ
 عَيْنُ الْمَنْعِ وَلَا تَكُنْ فِي الدِّينِ
 وَلَا تَحْرَجُوا كَيْفَ تَبْرَأُوا مِنْهُمْ
 حُرَّاتُهُمْ وَأَعْلُوا إِخْرَاجُكُمْ عَنْ دِينِهِمْ
 وَمَنْ يَكُنْ لَهُمْ فَاؤُا لَيْفَ هَلْ
 انظر لمون۔

بہت سے علماء جو ترک ولایت کو ترک کرتے ہیں انکی یہ خیال کہ اس
 حکم میں کفار کی کچھ تفصیل نہیں ہے تمام فساد و فحش اور اہل برع اور اہل اہوا سے ہی

ان تحت فکلی مسلم فی سلامه
 طاعة منه فکیف ابغضه مع
 الاسلام فاقول تحبه لاسلامه
 وبغضه لمعصيته وتكون
 معه على حالة لو قست بحال
 وفرا و فاجر درکت تفرقة
 بینهما وتلات التفرقة سب
 لاسلام وقضاء الحق وقدر
 الجناية على حق الله والطاعة
 له كالجناية على حقت الطاعة
 لك فمن وافقك على غرضه و
 خالفك في اخر فتكون معه
 على حالة متوسطة بین
 الاعتراض والاسرار وال
 بین الاقبال والاعراض و
 بین التودد امية والتوحش منه

محبت ترک کرنا واجب و اگر کسی ایسا کرے کہ وہ کسی شخص کے لئے ایک
 مسلمان میں تو اس کے اسلام اور بعض اعمال حسنہ کی وجہ سے اسے محبت رکھتا ہے اس وقت وہ خود
 کو غیر مسلم سمجھتا ہے اور یہی وہ شخص ہے کہ اگر کسی ایسا کرے کہ وہ کسی شخص کے لئے ایک
 اگر تم کہو کہ ہر مسلمان کا اسلام کسی ایک وقت
 ہے پھر اسلام کے ہوتے ہوئے ہم اسکو کیسے
 بغض کریں۔ تو میں کہتا ہوں کہ تم اسلام کی
 وجہ سے اسکو محبوب اور معصیت کی وجہ سے
 بغض سمجھو گے اور اس کے ساتھ ایسے انداز پر ہو
 کہ اگر اس کا اور ایک کا فر کا سوا نہ کر و تو تم دونوں
 میں فرق پاؤ گے۔ اور یہ فرق اسلام کی محبت اور
 اس کا حق اور اگر کسی وجہ سے ہو۔ اور اگر کسی
 جرم اور اگر کسی فرمانبرداری کو اپنے شرم اور
 فرمان برداری کی طرح سمجھو جو شخص تمہاری ایک
 غرض میں موافق و دوسری میں مخالف ہو تو تم
 اس کے ساتھ ایک متوسط کی حالت پر رہو گے کہ
 نہ پورا انقباض ہو نہ کافور الانقباض نہ پوری کفور
 نہ پورا اعراض نہ پورا انس نہ پوری وحشت
 ان کے بین بین یا سب کیفیت
 ہوگی۔

بہر کیف میں پھر اپنے مطلب اصلی کی طرف رجوع کرتا ہوں کہ ان موالات مع الکفار
 ضروری ہے اور ہمیشہ سے ضروری ہے۔ یہ کوئی جدید حکم نہیں البتہ اسکی بعض جزئیات
 پر حسب ضروریات زمانہ علماء نے متنبہ کر دیا ہے۔
 مروجہ انگریزی تعلیم جس کا اثر یہ ہے کہ مسلمان طلبہ نصرانیت کے رنگ میں رنگے

ہائیں یا اپنے مذہب اور مذہب والوں کا جواز اڑائیں۔ یا حکومت وقت کی پرستش کرنے
 اٹھیں۔ اور وہ سرکاری ملازمین جن کا شیخہ شخص سرکار کی غلام بنانے والی پالیسی کو
 مضبوط کرنا ہو وہ سب موالات کے تحت میں ہمیشہ سے شامل ہیں۔ البتہ انگریزی حکومت
 کے موجودہ معاملات نے اسکو اور زیادہ شدید بنا دیا ہے۔

انگریزی تہذیب نگاہوں کے متعلق ترک موالات کے سلسلہ میں ہم فی الحقیقت اُن
 ہی شرائط کو پورا کرنا چاہتے ہیں جیسے بعد ایک اجنبی زبان کا سیکھنا۔ اور دوسری قوموں
 کے علوم و فنون حاصل کرنا شرمناک ہے۔ اور شرمندہ دینی وغیرہ ہی ایک حد تک اسی
 گوشش میں ہیں۔

یہ بات بہت زیادہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جو مسلمان قوم اپنی برہنگی سے کسی کافر قوم
 کے زیر حکومت آگئی ہو۔ اور اپنے ماتہ پاؤں غیر مسلم حکمرانوں سے خوب بند ہو چکی ہو۔ اُسکی
 قابل تلافی چارگی کا خیال فرما کر حق تعالیٰ شانہ نے ترک موالات کے حکم میں مکتویٰ سی
 گنجائش ہی رکھی ہو۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

مسلمان مسلمانوں کے سوا کافروں کو اپنا بیار
 و رو کار نہ بنائیں۔ اور جو کچھ اسکو
 اللہ سے کچھ سوا کافروں کے سوا کچھ تم
 اپنا بیار و رو کار نہ بنائیں۔

لَا يَتَّخِذُ الْمُشْرِكُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ
 وَلَئِنْ تَفْعَلُوا فَمَنْ يَضْحَكُوا
 فَهِيَ ضَاحِكَةُ الْكُفْرِ وَالْكَافِرِينَ
 فَالْحُكْمُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ

حافظ عماد الدین ابن تیمیہ رضی اللہ عنہ میں فرماتے ہیں۔

حضرت عبدالعزیز بن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا کہ اللہ نے
 مسلمانوں کو اس سے روک دیا ہے کہ وہ کفار
 کے ساتھ دوستی نہ کریں۔ اور جو مسلمان
 سوا اُن کو اپنا بیار و رو کار نہ بنائیں مگر یہ کہ کفار اُن پر
 غالب آجائیں تو یہ ہو سکتا ہے کہ انہما لطف کے
 ساتھ ساتھ مذہبی معاملات میں اُن کے مخالف

عن ابن عباس قال كفى اداء
 ما بين الايمان والافتقار
 والافتن والافتقار من دون
 المؤمنين الا ان يكون الكفار
 عليهم ظاهرين فيظهرون
 اهل اللطف ويحلفوا لهم في

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَارِثًا

گناہ اور ظلم کی مدد مست کرو۔

فَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ اتَّخَذُوا أَوْلِيَاءَ يَتَّبِعُونَ

کافروں کے مددگار مست ہوں۔

یہ بیان جس چیز جس معاملہ سے کافر کی امانت ادا انوں کی بربادی میں ہوتی ہو۔
ابن تیمیہ سے صراحت وہ ممنوع ہے۔ اب آپ حضرت علامہ غور فرمائیں کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا کسی یہودی سے جو اس وقت مسلمانوں سے برسرِ پیکار نہ تھا اپنی زرہ من رکھ کر
قرعہ لینا۔ یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا فاقہ کشی کی حالت میں کسی مصالغ یہودی کا بلغ
چند چھوڑوں کی اجرت پر سچنا۔ اسی طرح کے معاملات ہیں جیسا کہ آج انگریزی گورنمنٹ
کی ملازمت کے ملازم طوعاً و کرہاً ہیر و استباد کی مشین کا ایک چرندہ ہیں جن کو خواہی
خواہی اس اثم وعدوان اور تحکیم بغیر مال ذل اللہ کی پالیسی کا پیہی لڑھکنا پڑتا ہے جس سے
کہ انعام کی غلامی کا گلو گئے پھندا روز بروز تنگ ہوتا جا رہا ہے۔ آج ابھی ملازم نہیں
مگر سرکاری کالجوں میں پڑھ رہے ہیں یا سرکاری یونیورسٹیوں کی ڈگریاں حاصل کرنے کی
تفانی میں وہ بڑی جدوجہد کے ساتھ اس ساعۃ کے امیدوار ہیں جبکہ وہ اپنے ہم قوموں
اور ہم وطنوں کی آزادی کو ہمیشہ کے لئے ناممکن بنانے کے قابل ہوں۔ آپ خوب جانتے
ہیں کہ گورنمنٹ کا سب سے بڑا کام چلانے والا آلہ سرکاری ملازم ہے۔ اور سرکاری نظم
کا ہوں کے طالب علم وہ لوہا میں جن سے یہ آگ بنتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ تجارتی تعلقات
کا منقطع کرنا ترک موالات میں داخل نہیں کیونکہ شامہ بن اثنال حنفی رضی اللہ عنہ نے اسلام
لاسٹ کے بعد حبیب یا مسک غلام کہ والوں کے پاس پہنچنے سے۔ وہ دیا تو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اس بندش کو توڑا۔

لیکن آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اس پر تھا
کہ مکہ والوں نے تنگ آکر فریاد کیا۔ اور یہ لکھا کہ اللہ تعالیٰ بصلۃ الرحمہ وانک قد قتلعت
ارحامنا۔ وقد قتلعت الالباء بالسیف والابناء بالکجوع۔ پس اس قسم کی صلہ رحمی کو جو
ایسی ضیق اور عجز کے اظہار کے بعد کی جاسے کون حرام کہتا ہے۔ ہم تو ان تجارتی تعلقات
کو بند کرنا چاہتے ہیں جن سے یورپ کے سرمایہ داروں کے پیٹ اتنے بڑے ہوئے ہیں

کائن کی جو علبقصر نے تمام روئے زمین کے مسلمانوں کو ہضم کر لینا چاہا ہے۔ مجھے امید ہے کہ حکومت اور تجارت کا باہمی تعلق جو یورپ و امریکہ وغیرہ کے حکمرانوں کو عرصہ دراز سے آپس میں ٹکرا رہا ہے آپ اس سے تجاہل نہ برٹیں گے۔

میں تو یہ کہتا ہوں کہ خواہ تجارتی تعلقات کا انقطاع ترک ممالک کے تحت میں لائے یا نہ لائے۔ لیکن اس زمانہ میں وہ آجندہ و الہم صما استطعم کے بہت بڑے افراد میں سے ہیں۔ اور اس لئے جس قدر استطاعت ہو اس میں کوشش ہونی چاہئے۔ اگر نیک نیتی سے ایسا کیا گیا تو عجب نہیں کہ آپ کی یہ کوشش اس کوشش کی نوع میں داخل ہو جائے جس کے ذیل میں غزوہ بدر واقع ہوا۔ میری آرزو ہے کہ آپ زاد المعاد وغیرہ میں ان سرایا کا حال ضرور پڑھیں جو بدر سے پہلے تجارتی قافلوں کے مقابلہ پر بھیجے گئے اور جو آخر کار اس سب سے زیادہ مبارک غزوہ بدر پر پہنچے ہوئے۔

بہر حال ہمارا مقصد یہ ہے کہ تا امکان ہم ظالموں کے بازوؤں کو قوی نہ بنائیں اور احتیاط کے ساتھ اپنے مقدور کے موافق ہر ایسا تعلق منقطع کریں جس سے اب اور آئندہ ہماری امداد و تائید اس ظلم اور عدوان میں سہجی جاتی ہو۔

مجھے سخت حیرت ہے کہ ابھل بہت سے علماء ان تعلقات کے قطع کرنے میں مسلمانوں کو مفلسی سے ڈراتے ہیں اور کاد الفقر ان یکون کفر کا وعظ سناتے ہیں۔ حالانکہ اب سے چالیس برس پہلے جب یہی وعظ سرسید نے علی گڑھ کالج کی بنیاد رکھتے وقت کہا تھا اس وقت تمام علماء ربانین نے اس پر کیا کیا فتوے دیئے تھے۔ سرسید یہی تو کہتے تھے کہ اگر مسلمان اس وقت انگریزی تعلیم نہ پائیں گے تو ان کو سرکاری ملازمتیں نہیں ملیں گی۔ پھر یا تو ان کو ہندوؤں کی غلامی کرنی پڑے گی۔ یا وہ دوسری قسم کے ذلیل افعال۔ مثل دھوکا۔ فریب۔ گداگری۔ چوری۔ ڈکیتی۔ وغیرہ کے مرتکب ہوں گے۔ یا جو کچھ گہریں سرمایہ ہوگا اس کو چاٹیں گے۔ اور بقیہ گہرا اور جاہل ادیب بنیں گے حوالے کریں گے۔ وغیرہ وغیرہ

لیکن آپ کو معلوم ہو گا کہ اکابر علماء نے ایک نہ سنی۔ اور ان اللہ میں کا شاید یہی جواب دیتے ہیں کہ الشیطان یعدی کفر و الفکر و یأثم عوڈ بالفتح شاذ و اللہ

کہو کہ جو کچھ کہتا ہے وہ سچا ہے۔ مگر یہ شیطان تم کو افلاس سے ڈراتا ہے
اور تم کو اپنی حکمت پر مبالغہ کرتا ہے اور اللہ تم سے اپنی بخشش اور فضل کا وعدہ فرما رہا ہے اور
ان کے لئے جو کچھ کہتا ہے وہ سچا ہے۔ اللہ کے لئے جو کچھ کہتا ہے وہ سچا ہے۔ یعنی تم اگر ننگی سے گئے
اور تلواریں تم کو جلد پہنے لگا دیں گے۔

انبار غرق کے ایک مراسلہ نگار نے لکھا ہے کہ "افسوس لیڈران قوم نے
اس وقت پہلے سچے خبر خواہوں کو بدخواہ اور گاندی جیسے حقیقی دشمنوں کو خبر خواہ
کہا ہے وہ ہماری ترسناکیوں کے لئے مسلمانوں کو ناقابل اعتماد اور سرسبز کی تحقیر کو ہی سمجھتے
ہیں۔ تعلقات کی کج یہ لوگ یہ عقیدت کر رہے ہیں۔ یہ دو تعلقات میں جو سرسبز کے اپناؤ
ان کا دین و ایمان اور عزت و آبرو سب بچکے خریدے گئے۔ یہ تم جان سکتے ہو کہ یہ تعلقات
تم کو کس قدر گراں قیمت پر پڑے ہیں۔ پس یہ کس غلطی ہوئی کہ ایسی گراں خریدی ہوئی
چیز کو یوں مفت ہندوؤں کے حوالے کر دو۔ اس سے زیادہ اور کیا بے عقلی ہوگی؟"

ان فیصلہ کن باتوں اور ضررناظر کشیدہ سطر کو غور سے پڑھئے۔ یہ لوگ خود
اترا کر کہے ہیں کہ جن سرکاری تعلقات کے ترک پر اس وقت زہر دیا جا رہا ہے وہ سرسبز
سے دین و ایمان اور عزت و آبرو سب بچکے خریدے گئے۔ پس اب میں ان ہی کو حکم ٹھیکرنا
ہوں کہ کیا ایسے تعلقات کا رکنا ایک مسلمان کو ایک منٹ کے لئے ہی جائز ہے اور
کیا اب بھی ان تعلقات کا ثوالاۃ میں داخل ہونا محلِ تردد ہے۔

مشورہ دیا گیا ہے کہ ان تعلقات کو ہاتھ سے مت جانے دو۔ اور اپنا گھو یا ہوا
وایمان واپس لینے کی کوشش کرو۔ مگر حضرت واضح ہے کہ جس چارناک گاہک کے ہاتھ
یہ معاملہ ہوا ہے وہ اس قدر پاگل نہیں کہ آپ سے پاس اپنی بدعتی بیعت سے اور اتنی
بڑی قیمت ہی واپس کرے۔ اگر اس لئے سے کام چل جائے۔ تب ہی خدا کا ہزاراں
ہزار شکر کہجئے۔

بہت لوگ کہتے ہیں کہ ہندو یہ سب کوششیں سراجِ حاصل کرنے کے لئے کر رہے
ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ نہ فقط ہندوؤں کا بلکہ بعض مسلمانوں کا بھی یہی مقصد ہے۔ لیکن

آپ اس مقصد کو برائیوں سمجھتے ہیں۔ اگر ہندوستان کو سوانح یعنی حکومت خود اختیار کر لیں
 ہو جائے تو ہندوستان کے محاسن و وسائل ہندوستان کی مرضی کے خلاف صرف نہیں
 کئے جاسکیں گے۔ اور عراق۔ فلسطین۔ و قسطنطنیہ پر انگریزی قبضہ بہت دشوار
 ہو جائے گا۔ ورنہ اس سے بھی کیا کم کہ آئندہ مسلمانوں کے مقابلے پر ہندوستان نہ جا
 سکیگا۔ اس سب کے علاوہ یہ کہ ہم کو ہندوؤں کی نیت سے کیا تعرض ہے جبکہ خود
 ہمارا مقصد صحیح ہو۔ وطن پرستی اور قوم پرستی بیشک اسلام کی کوئی اصطلاح نہیں اور
 یہ اصطلاحیں شاید یورپ سے لی گئی ہوں۔ مگر اسکے یہ معنی نہیں کہ اپنی قوم اور وطن کا
 تحفظ ہمارے فرائض سے خارج ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ جو ملک ایک مروجہ مسلمانوں کے ہندو
 کے ساتھ آجائے اگر اس کا ایک پتہ نکھار لیا جائے تو پتہ برصغیر سے غریب ملک کل اس ملک
 پر دفاع فرض ہو جاتا ہے۔ اس لئے اگر تحفظ ملک و قوم کے لئے مسلمان کوئی قربانی کریں تو
 اس کو ہمیشہ یورپ کی تقلید سمجھ لینا خطا ہے۔

بڑی شکل یہ آن پڑی ہے کہ تحریک ترک ممالک کے بعض مخالفین انگریزی حکومت
 کی کوئی تعدی تسلیم نہیں کرتے بلکہ اس کو دنیا کی تمام موجودہ حکومتوں سے افضل اور
 برکت سمجھتے ہیں۔ چنانچہ مشرق میں ایک صاحب نے لکھا ہے کہ

جو حکومت مسلمانوں کو ان کی مذہبی شعائر میں پوری آزادی دیتی ہو ان کے
 جان و مال و اکبر کی محافظ ہے۔ قرآن و رسول کی بے حرمتی کو قیامتاً جرم قرار
 دیتی ہو بیت اللہ و بیت الرسول کی زیارت سے نہیں روکتی اسے ساتھ
 ترک تعلقات کس طرح واجب ہو سکتا ہے۔ باقی مٹریف کہ یا کسی فرج سے یا
 ان کے ساتھ ملکر انگریزی فرج کے مسلمانوں نے جو کچھ کہہ اور دینے کی بے حرمتی
 کی ہے اُنکی بابت غیروں کو الزام دینا فضول ہے۔ یہ سب کچھ خود مسلمانوں کے
 ہاتھوں کے کئے ہوئے کام ہیں اور ہنگامہ کانپور میں جو کچھ ہوا اسکے ذمہ دار
 وہ لیڈران قوم ہیں جنہوں نے گورنمنٹ کو غلط فتویٰ دیا۔

ہندوستان میں انگریزی حکومت کو سو سال سے زیادہ عرصہ گزر

گیا مگر اس زمانہ میں مسلمانوں کے دین و مذہب پر اسکا کیا اثر ہوا اسکو سنا جان
عالم سے پوچھو وہ صاف کہتے ہیں کہ اس وقت ہندوستان سے زیادہ کئی
جگہ کے مسلمانوں میں دینداری کی روح نہیں۔ اور اگر ان کا یقین نہ آئے تو خود
جا کر ترک۔ خوب مصر اور افغانستان کے مسلمانوں کو دیکھ لو کہ آزادی کی زہریلی
ہوائے اُکھر دین کو کس طرح تیر لیا۔ شاہدہ کے بعد تم خود کہو گے کہ ہندوستان
سے زیادہ دینداری کس ملک میں نہیں۔

انگریز حکومت کا جو اثر مسلمانوں کے دین و مذہب پر ہوا اسکو تو آپ نے دیکھ
لیا کہ ہندوستان از وقت دینداری پر اسلامی ممالک سے ہی سبقت
لے ہوئے ہو۔

میں صرف استدلال یافتہ کرنا چاہتا ہوں کہ عراق۔ شام۔ فلسطین۔ اور دیگر عربی و اسلامی
کے کلمہ پڑھنے والوں کی جان و مال اور عزت و آبرو کیا مسلمانوں کی جان و مال اور عزت و
آبرو نہیں ہے؟ کیا انکا انکھوتوں راجوتہ انکھوتوں میں سے ہے؟ سو ابھم خدا اور خدا
کے رسول کا کلام نہیں۔ کیا امرتسر کے بازاروں میں ریٹنے والوں میں سے کوئی مسلمان نہ تھا
کیا بیت المقدس شاعرانہ میں سے نہیں۔ کیا مکہ مدینہ میں اگر انگریزی فوج کے مسلمان گئے
میں وہ بدمعاش انگریزی حکومت کے حکم کے خود بخود چلے گئے۔ کیا ان مسلمانوں یا شریف
مکہ کے مجرم ٹھہرنے سے انگریزی عدالت بے قصور ثابت ہو جاتے ہیں۔ کیا کانپور میں یہ صحیح
فتویٰ معلوم ہو جاتے اور چاروں طرف کے مسلمانوں کی آواز بلند ہونے کے بعد انگریزی او
گرفتاریاں نہیں ہوتیں۔

یہ صحیح ہو کہ دین کے بہت سے اجزاء میں ہندوستان کی ممالک اسلامیہ سے خالق
ہے (گو بعض اجزائے دین یعنی خدا کی راہ میں جان بازی اور سرفروشی اور اعلائے کلمہ اللہ
اور نزال عن الاسلام و المسلمین کے وظیفہ سے تقریباً محروم ہو۔ لیکن یاد رکھئے کہ دیندار
انگریزی حکومت کی برکات میں شمار نہیں ہو سکتی۔ بلکہ چند ایسے نفوس قدسیہ کی صرف ہمت
اور بذل قوت کا نتیجہ ہے جو اس سرزمین میں ہماری خوش قسمتی سے پیدا ہوئے اور جنہوں

سے اپنی نہایت ہی خدا واد قابلیت، روحانی طاقت، اور حیرت انگیز جرات سے نصاریٰ اور مسلمانوں کے اثر کا مقابلہ کیا۔ ان ہی مقدس بزرگوں میں سے حضرت الشیخ الاجل مولانا حاجی محمد ابراہیم صاحب قدس اللہ سرہ تھے جنہوں نے انگریزی حکومت کے دائرہ سے محکمہ حرم شریف کو اپنا مسکن بنایا اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس اللہ روحہ تھے جو ایک مدت تک انگریزی حکومت کے ایجنٹ گرفتاری کے پکڑ میں نالوث اور دیوبند کا گشت لگاتے رہے اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس اللہ روحہ تھے۔ جنہوں نے انگریزی حکومت کی برکات کو محسوس نہ کر کے ہندوستان تک حالات کی کوٹھڑی میں رہنا پسند کیا۔ اور اب سب سے اخیر میں وحید العصر حضرت مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی میں جنگی دروائیز و اشرار اپنی آنکھوں کے سامنے آ رہے۔ نہایت غفلت سے کہنا پڑتا ہے کہ ان سب بزرگوں کو جنگی دم سے ہندوستان میں یہ دینداری پہنچی۔ انگریزی حکومت کی وہ برکات محسوس نہ ہو سکیں جن کا ہمارے دوست اس قدر کے ساتھ دعویٰ کر رہے ہیں۔ شاید ان کا یہ دعویٰ بھی انگریزی حکومت کے برکات میں سے ایک برکت ہو۔

بہت سے علماء کو یہ شکایت ہو کہ ”مسلمان خطاب واپس کرتے اور ملازمین چھوڑتے ہیں۔ گروہ الحاد و زندقہ، فسق و فجور، حب دنیا، حب جاہ اور کفار کے وہ اوضاع و اطوار ہیں جو اُنہوں نے یورپ کے لئے ہیں اور جو کہ حقیقۃً موالاۃ ہیں۔ پس مسلمانوں کو چاہئے کہ اس موالاۃ کو سب سے پہلے چھوڑیں اور اپنی صورت، اپنا لباس، اپنی معاشرۃ اپنے خیالات اسلامی طریقہ پر بنائیں اور اوضاع و اطوار کفار اور اُنکے خیالات سے پرہیز کریں۔ کانفرنسوں اور کمیٹیوں کے جلسوں کی میزبانی میں یورپ کی نقل و اتارنا اور اُنکے طرز پر استقبال اور آرائشیں اور نزول و لیوٹن وغیرہ یا س کرنا اور میاں منڈانا، موچنپیں، بڑھانا، انگریزی کوٹ پہننا وغیرہ پہننا یا ہندوانہ صورتیں بنانا، صوم و صلوة وغیرہ کا پابند نہ ہونا، بلکہ اُس کا اہتمام کرنا۔ اپنی نجی مجالس میں بے ضرورت انگریزی بولنا یہ سب اوضاع و اطوار کفار میں داخل ہیں اور ان کا اثر کب بقیۃً موالاۃ کفار ہے۔ بلاشبہ یہ امور بھی موالاۃ کے تحت میں داخل ہیں اگرچہ موالاۃ کا مفہوم ان میں منحصر نہیں (اولیٰ قیضا علماء کا فرض ہے کہ وہ ترکیب موالاۃ کے نظائر

مل میں ان چیزوں کو مقدم نہیں کیں یہ معنی نہیں کہ علماء کی کوشش محض ان ہی معامد کی
اصلاح تک محدود ہو جائے اور وہ کسی ایسے اسلامی مسئلہ میں دخل نہ دیں جس میں گونڈ
کی طرف سے کسی قسم کے خطرہ کا امکان ہو۔

بہت سے غیر خواہ ہندو مسلم اتفاق کے عواقب اور عوام الناس اور بعض لیڈروں
کی اُن غلط کاریوں پر متنبہ فرما ہے ہیں جو اس اتفاق کے جوش سے پیدا ہوئی ہیں مثلاً
ایمانی گاؤں میں بعض بگڑے ہوئے افراد کی قریبی کے جانور کو سجا کر رضا کارانہ پیش
کرا کر شالہ میں پہنچانا۔ یا نطقہ لگانا۔ یا ہندوؤں کی ارحمیتوں کے ساتھ خصوصاً رام رام
ست کہتے ہوئے جانا۔ یا یہ کہنا کہ امام مہدی کی جگہ امام گاندھی تشریف لائے ہیں۔ یا یہ
کہ اگر موت ختم نہ ہو گئی ہوتی تو ہاتھ لگایا نہ ہی نہی ہوتے۔ یا قرآن و حدیث میں بسر کی ہونی
عر کو شربت پہنچتی کرنا۔ یا یہ دعا کرنا کہ اگر میں کوئی مذہب میں کروں تو کھوں کے مذہب
میں داخل ہوں وغیرہ وغیرہ۔

بناشبہ میں بھی جب اپنی قوم کے بڑے سربراہ اور وہ افراد کو سنتا ہوں کہ وہ اس قسم
کے محرمات یا کفریات کے مرتکب ہوتے ہیں اور وہ باتیں زبان سے بیدھڑک نکال دیتے
ہیں جنکو سن کر ایک سچے مسلمان کے روتھے کھڑے ہو جائیں تو میرا دل پاش پاش ہو جاتا
ہے اور قصد کرتا ہوں کہ اس طوفان بے تیزی کا روکن جب اپنی قدرت میں نہیں تو ان
معاملات سے بالکل کیسوفی بہتر ہے۔

مگر ہر شیطان اُخرس اور لجام لندار دلی وعیدیں یاد آتی ہیں اور فِائِ الدِّکْرِ کوئی
تَنْقِطُ اَمَّا کُؤْمِنُیْنِ امید کی ایک جھلک پیدا کرتی ہے۔ تو ناچار یہ فیصلہ کرنا پڑتا ہے کہ جو
کچھ بھی ہو اپنے خیالات مسئلہ کے ہر ایک پہلو پر واضح گاف طریقہ سے ظاہر کر دینے چاہئیں
من آنچه بشرط بلایع است با تو میگویم تو خواہ از سخنم پند گیر یا کہ طلال

اگر حضرات علماء نے ادھر توجہ نہ کی یا باوجود علماء کی کوششیں مبلغ کے اُن حد سے
گذری ہوئی خرابیوں کا کوئی انتظام نہ ہوا تو عجب نہیں کہ بہت سے نیک نیت لوگ ان
مجالس اور تحریکات کی شرکت سے برداشتہ خاطر ہو جائیں اور اس طرح تحریک ترک موائے

کہ یہ خاصہ سبب پہنچ جائے۔

میری درخواست یہ ہے کہ سب علماء افرات و تقریط سے خالی ہو کر صرف اسلام کی حمایت اور مفاسد عامہ کا استیصال پوری طاقت کے ساتھ کریں۔ اور کسی معاملہ میں صرف ایک ہی طرف نہ جھک چڑیں کہ اس وقت مسلمانوں کی کشتی بہت کم ہے بھنور میں ہے نا خداؤں کو پوری طرح ہوشیار اور مستعد بنانا چاہئے۔

آپ مجھے عرفان اس قدر رکھنا ہے کہ ایک اولاد بولنے کے ساتھ ہی مضمون میں جو اخبار مشرقی گورکھ پور کی تیارہ زمیہ کی اشاعت میں اسٹیشنر گورکھ پور سے نقل کیا گیا تھا حضرت شیخ الہند کے فرستہ کہ مولا صاحب پر کچھ اعتراضات آئے تھے ہیں جن میں سے بعض چیزوں کا ذکر تو ہندو کے اپنی غنیمت میں ہو چکا ہے اور جو بڑا بڑا ہوا ہے وہ والدین کی اطاعت سے متعلق ہے۔

اولاد بولنے صاحب کی طرح ہم بھی یقین رکھتے ہیں کہ والدین کی اطاعت کو قرآن مجید نے ضروری قرار دیا ہے۔ اور جو آیت آپ نے پیش کی ہے اس پر ہم یا حضرت شیخ الہند آپ سے کم ایمان نہیں رکھتے۔ اور جو صحیح بخاری کی حدیث یا حدیث مختار اور عالمگیری کی فروع آپ کے بیچ کی ہیں ان سب کو بھی ہم آپ کی طرح مانتے ہیں کہ آپ نے عالمگیری کی بعض دوسری فروع پر نظر نہیں ڈالی لیکن گفتگو صرف اسیں ہو کہ اگر والدین ایک فرض عین کے انداز سے روکیں یا ایک محرم کے ارتکاب کا حکم دیں۔ تو کیا ہمیں ہی اولاد والدین کی اطاعت اور خوشنودی حاصل کرنے پر مجبور ہے جس قرآن نے والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے کہ حکم دیا ہے اسی نے یہی فرمایا ہے کہ

وَاِذَا جَاءَ هَذَا كُنْ عَلٰی اَنْفُسِكَ	اور اگر وہ دونوں تجھ کو اس پر مجبور کریں کہ تو اس چیز
بِیْ مَا نَنْسُوْهُ فَذِكْرٌ لِّکُمْ فَذٰکُمْ	کو میرا شریک نہیں کہ جس کا بھتہ کوئی علم نہیں تو
تَذَكَّرْتُمْ اَوْ اِلَّا تَذَكَّرْتُمْ	ان دونوں کی اطاعت سے کہ البتہ دنیا میں ان کے
مَعْرُوْفًا۔	ساتھ معقول طریقہ سے رہ۔

اس سے علماء نے یہ کلیہ معلوم کیا کہ خدا کی معصیت میں والدین کی اطاعت نہیں

کیونکہ خدا کا حق والدین کے حق سے مقدم ہوا لہذا عتہً لِلْخُلُوفِ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ پس اگر سرکاری تعلیم گاہوں سے طلبہ کا علیحدہ ہونا اس ترکِ موالات میں داخل ہے جس کو خدا نے فرض قرار دیا ہے تو اس میں طلبہ اسی طرح اپنے والدین کی اجازت کے محتاج نہیں جس طرح ناز پڑھنے اور روزہ رکھنے میں۔ اور جس جگہ جہاد میں اذین والدین کو شرط بتایا ہے وہ اس وقت ہو جبکہ جہاد فرض علی الکفایہ ہو۔ اگر فرض عین ہو جائے تو اس میں ہی اذن شرط نہیں۔ اسی بنا پر حضرت شیخ الہند نے ترکِ موالات کو تو اجازت والدین پر موقوف نہیں رکھا مگر اسکی تبلیغ میں حقوق والدین کی رعایت فرمائی ہے کیونکہ ترکِ موالات کی طرح اسکی تبلیغ فرض عین نہیں۔ بلکہ فرض علی الکفایہ ہے۔

اولد بولے صاحب کو پہلے اسی میں کلام کرنا چاہئے تھا کہ تعلیم گاہوں کا مقاطعہ ترکِ موالات کے تحت میں داخل ہے یا نہیں۔ کیونکہ اگر جواب اثبات میں ہو تو پھر آپ کی یہ سب تطویل لافاٹل ہوگی۔

اولد بولے صاحب کو واضح ہو کہ آیہ قُلْ اِنْ كَانَ الْاَبَاءُ كُفَرًا وَابْنَاءُ كُفَرًا لَا يَصِلُحُ مَوَاطِنُ اِنْتِزَاعِ دَعْوَى كَيْفِيَّةِ ثُبُوتِ مِلَّةٍ فِي شَيْءٍ بَلْ كَيْفِيَّةِ ثُبُوتِ مِلَّةٍ فِي شَيْءٍ يَأْتِي مِنَ الْقَلْبِ كَالْقَصْدِ بِالْمَدِّحِ كَمَا تَوَجَّهَتْ سَهْمَةُ اُنْجِي مَمْتُونِ كَوْتُو كَرْنِي لِيْ يَہ آیہ بھی گئی ہے۔ تاکہ وہ سمجھیں کہ ایک فرض عین کے انجام دینے میں ماں باپ یا کسی قریب قریب رشتہ دار کی حقیقی سے ملول نہیں ہونا چاہئے۔

آخر میں مجھے اسقدر اور عرض کرنا ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہندوؤں کے مظالم مسلمانوں پر انگریزوں سے کم نہیں۔ اور وہ آرزو شاہ آباد۔ کٹار پور وغیرہ کے دردناک واقعات کو یاد دلاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ترکِ موالات نصاریٰ کی طرح ہندوؤں کے ہی ہونا چاہئے کیونکہ وہ ہی قَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ میں داخل ہیں۔

اس خیال کی صحت کو ایک حد تک میں تسلیم کرتا ہوں۔ لیکن اسقدر گدازش ہے کہ کٹار پور وغیرہ کے تلخ واقعات کے بعد ہندوؤں کے ممتاز لیڈروں اور جمہور نے یہ عہد کیا ہے کہ آئندہ اس طرح کے واقعات کو ناممکن بنانے میں پوری پوری کوشش

یکجا سگی اس لئے جب پہلی کارروائیوں پر اظہارِ تاسف کر کے انہوں نے ہماری طرف مصحح کا ہاتھ بڑھایا اور تحفظِ خلافت کے اہم معاملہ میں ان کی مصالحت سے ہمیں ایک بڑی تائید حاصل ہوئی تو ہماری قوم کے بہت سے افراد اور اعلیٰ نام نے ہی ان کے ساتھ مصالحت اور رواداری کی روش اختیار کر لی اور مستبرقہ واقعات سے پیش آنے میں حرج نہیں سمجھا۔ کیونکہ قرآن شریف میں ہے۔

وَإِنْ جَحَدُوا بِالسَّلَاحِ فَاجْعَلْ لَهُمْ	اگر وہ مصالحت کے لئے جھکیں تو تم ہی جھک جاؤ اور خدا پر بھروسہ رکھو۔
---	---

اور یہ خیال کہ مہندوہم کو اس مصالحت کے پیرایہ میں دھوکا دیں گے اگرچہ ممکن ہے درست ہو جائے مگر جب تک اُن کا کوئی فریب اور بد عہدی ثابت نہ ہو یہ احتمال نکالنا اس قوم کی پوزیشن پر ایک حملہ ہے جسے وہ آپ پر بھی لوٹا سکتے ہیں۔ بہر حال ہر کوئی تعالٰیٰ کی اس قسم کی تسلی آمیز ہدایات پر اطمینان رکھنا چاہئے۔ کہ

وَإِنْ يَرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّيْفِ	اگر وہ لوگ تم کو دھوکا دینا چاہیں گے تو خدا تمہارے لئے کافی ہے۔
--	---

اگر کہا جائے کہ انگریزوں سے مصالحت اور موافقت کرنے میں پھر کیا چیز مانع ہو تو خوب سمجھ لیجئے کہ یہ قوم فی الحال مسلمانوں کی جماعتوں سے عراق وغیرہ میں برسرِ پیکار ہے اور مُسْلِم اقوام کی آزادی کا خون کرنے میں اس کی تلوار اس وقت ہی بے دریغ چل رہی ہے۔ اس وقت تک اس سے مسلمان قوم نے قواعدِ اسلام کے موافق کوئی جائز صلح نہیں کی۔ ایسی صورت میں مسلمانوں کی موافقت اُس سے کس طرح ممکن ہے۔

مسلمان بیشک اُس سے مصالحت اور رواداری کا بڑا ذکر کر سکتے ہیں بشرطیکہ وہ اپنے حتمی عہد کے موافق خلافتِ اسلامیہ اور اُن مقاماتِ منصوبہ سے ہاتھ اٹھانے جن کے زوال کی حسرتناک داستان آج مسلمانوں کو خون کے آنسوؤں میں رہی ہے۔

میں امید کرتا ہوں کہ میری اس تقریر سے آپ اُس فرق پر متنبہ ہو جائیں گے جو قرآن و سنت اور فقہائے کرام نے ایک کافر مجارب اور کافر مُسْلِم کی حیثیات میں ملحوظ رکھا ہے

اور بعض مفسرین سلف کے اُس قول کی طرف ہی توجہ کریں گے جس میں انہوں نے لَا يَهْدِيكُمْ اللَّهُ
عَنِ الْإِيمَانِ كَمَا يَهْدِيكُمُ فِي الْإِيمَانِ كَمَا مَصْدَقُ أَنْ كَفَارُكُمْ يُهْرِئُكُمْ مِنْ سُلَامَتِ
نِصَاحَتِكُمْ كَرِي مُو۔

آج میں یہ دعا کرتا ہوں آپ سے نصحت ہوتا ہوں رَبَّنَا لَا تُوَلِّدْنَا لَنَا لَيْسِنَا أَوْ
أَخْطَا نَا رَبَّنَا وَكَهْ تَحْمِلْ عَلَيْنَا أَصْرَ الْإِيمَانِ حَمْلَتَهُ عَلَى الْإِيمَانِ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا
وَلَا تُخَيِّبْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاعْفُ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا
فَاغْنِنَا عَنِ الْفَقْرِ الْكَافِرِينَ۔ اَمِينَ يَا دَبَّ الْعَالَمِينَ ؕ

کتبہ

شبیر احمد عثمانی دیوبندی عفا اللہ عنہ

۹ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ

طوفان مصائب

برادران اسلام! آج مسلمانوں کی مذہبی اور قومی عظمت کا جہاز مصیبتوں کے جس تباہ کن طوفان میں
گھرا ہوا ہے وہ بچے بچے پر روشن ہے۔ دشمنوں کی توپیں اسلامی دار الخلافہ کی طرف منہ کئے کھڑی ہیں۔ بچے
ہوائی جہاز اسلامی شہروں میں مسلمانوں پر بم گرا رہے ہیں۔ یورپ کے سچی بھیڑیے توحید کے فرزندوں پر ٹوٹ
پڑے ہیں۔ انسانی ہمدردی اور تہذیب کا ریاکارانہ لباس پہن کر اسلام اور مسلمانوں کی نجی گت پر تے ہوئے ہیں
جس حجم کی ابتدا عیسائیوں نے کی اور ہر طرح سے اتحادیوں کو جانی و مالی نقصان پہنچا یا وہ تو سچی رحم کے
سستی ٹھہرے۔ ان کا دار السلطنت غیروں کے نامبارک قدموں سے پامال نہیں ہوا۔ ان کے غیر مفتوحہ علاقے
دوبچے نہیں گئے۔ انہیں کسی غیر طاقت کی حکمرانی کا تازیانہ نہیں پڑا۔ قیصر صیہ (بقول اتحادیان) غنی اور
انسانی تہذیب کے دشمن کی ہالینڈ جیسی چھٹی سی سببی تو حفاظت کر سکی۔ اور باوجود سینکڑوں الزاموں کے اس پر

مقدمہ چلانے کے منصوبے اور ارادے پورے نہیں ہوئے اور اس کی دعا گوئی کے مطالبے کو اہل ہالینڈ نے سخت
 بے ڈرائی سے ٹھکرا دیا مگر آل عثمان کے سب سے بڑے تاجدار خلیفہ المسلمین کو تمام دنیا کے چالیس کروڑ
 مسلمانوں کی پیروی پکارا زور نہ رکھ سکی۔ ان کے دار الخلافہ میں صہبی طاقتیں عالمکاتہ اقتدار رکھتی ہیں ان کے
 غیر مفتوحہ علاقے دشمنوں کے قبضے میں دیدے گئے۔ ان کے صدیوں کے مقبوضہ خاص اسلامی ملک
 برعسائوں کی علمبراری قائم کر دی گئی (جو ان علاقوں کو مضحک کر جانے کی پہلی سیڑھی ہو) خالص ترکی
 علاقوں کے متعلق صاف صحیح وعدے کر کے ان کی خلاف ورزی کی گئی۔ یہ کیوں؟ صرف اس لئے کہ خود مصر
 اور ان کے حمایتی عیسائی تھے اور سلطان معظم اور ان کے حمایتی شکیٹ کے مخالف اور توحید کے فرزند تھے۔
 مسلمانوں اگر اب بھی ہتھاری آنکھیں نہیں کھلیں اور اس غضب کی متعصبانہ زیادتیوں کی بجلیاں بھی
 مہتابے دل کو نہ دھڑکائیں تو سمجھ لینا چاہئے کہ دنیا میں ہتھارا ٹھکانا نہیں رہا۔ اور ہتھاری اسلامی
 غیرت مذہبی حریت بھی یورپ کی کسی بے غیرتی کے اوپر چھٹ چڑھ گئی۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّا الْغَنَاءُ بِكُمْ**
أَسْوَاقُ اسلام کی عزت کا مدار عالم سبب میں فرزندان توحید کی جدوجہد پر ہے۔ اگر تم کو
 اسلام کا نام لیا ہوئے پر فخر ہے۔ اگر تم کو اپنے بزرگ اور مہتمم سلف کی عزت کا پاس ہے۔ اگر تم کو خدا
 قدوس کی شان بے نیازی پر ایمان ہو۔ اگر قیامت کے ہولناک دن میں خدا تعالیٰ کے روبرو پیش ہونے
 کا یقین ہو۔ تو اٹھو اور اس کے پاک مذہب کی عزت۔ اس کے پیارے نبی کے روضہ اطہر کی حرمت۔ خلیفہ
 اسلام کی صدیوں کی عظمت و شوکت کی حفاظت کے لئے تیار ہو جاؤ۔
 یاد رکھو دنیا کی زندگی ایک عارضی زندگی ہے۔ اصل زندگی عالم آخرت کی زندگی جو اس کے
 لئے سامان تیار کرو۔ اسلام کی مدد عالم آخرت کا اصلی توشہ ہے اپنے اور خدا کے دشمنوں کو دشمن سمجھو۔ ان
 دفعی اہم محبت تو کجا اپنے ساتھ انصاف کی توقع بھی نہ رکھو۔ یہ مہتابے ساتھ ایک چٹانک انصاف
 بھی جہم کریں گے کہ انیس اپنا سیر بھر فائدہ دیکھ لیں۔ عدالتوں کی کاروائیاں اور سرکاری آمدنی
 ریلوں میں ہندوستانوں کی بری گت اور انگریزوں کے بیش قرار مالی فائدے۔ محکمہ ڈاک کی سالانہ
 بچت۔ تجارت سے کروڑوں روپیہ سالانہ کی کھسوٹ۔ یہ تمام چیزیں اس بات پر گواہ ہیں۔

پس ملک کی متفقہ اور کوہیک کہو جمعیۃ علمائے ہند کے قیام کو ضرورۃ حیات سمجھو۔ واثان ہند
 کی متفقہ رائے حق کان لگا کر سنو اور خدا تعالیٰ کے وعدہ صادقہ **إِنَّ تَتَصَرَّوْا وَاللَّهُ يَتَصَرَّ بِكُمْ**

یَسْبِتُ أَقْدَامُكَ پچھے دل سے یقین دیاں رکھتے ہوئے اُنکی مدد کو تیار ہو جاؤ۔ والسلام

خاکسار محمد کفایت اللہ غفرلہ

مضیبت کی اس اندھیری رات میں مسلمانوں کی مذہبی رہنمائی کی سچی مشعلیں کتابوں اور رسالوں کی صورت میں تیار ہیں جن کی مقدار کثیر بلا قیمت شائع کی گئی۔ اور اب خفیف سی قیمت اس لئے رکھ دی گئی ہے تاکہ اُس کے مصارف کے بارے کسی قدر سبکدوشی ہو۔ جو صاحب تبلیغ کا ثواب حاصل کرنا چاہیں وہ ان کتابوں کو خرید کر مفت تقسیم کریں جب قدر زیادہ اشاعت ہوگی اُسی قدر فائدہ ہوگا۔

ایک روپیہ سے کم کا دیو طلب نہ کریں بلکہ جو چیز مطلوب ہو اُس کی قیمت کے منکٹ بھیجیں۔

۳۳ متفقہ فتویٰ، طبع دوم جیسپر چار سو پچیس^{۲۵} علماء کرام کے دستخط ہیں
خطبہ صدارت حضرت شیخ الہند قدس سرہ جو جمعیتہ علمائے ہند دہلی کے اجلاس میں پڑھا گیا۔

۳۳ ترکہ موالات پزیر بردست تقریر:- مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی کا
فاصلانہ مضمون۔

۳۳ خطبہ صدارت حضرت شیخ الہند جو جلسہ استماع مسلم نیشنل یونیورسٹی علیگڑھ میں پڑھا گیا
۳۳ تاکہ مسلم ایکٹان بہادر کے رسالہ فریاد امت کا معقول اور مدلل جواب
۳۳ اصلنے کا پتہ:- ناظم جمعیتہ علمائے ہند گلی قاسمجان دہلی